ماہِ صفر المظفر

پیشکش

ادارہ اہل سنت کراچی

مدیر

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مفتی عبد الرزاق ہنگورو قادری

مفتی محمد کاشف محمود ہاشمی

www.facebook.com/darahlesunnat

واعظ الجمعہ

ماہِ صفر المظفر

مدیر

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مفتی عبد الرزاق ہنگورو قادری

مفتی محمد کاشف محمود ہاشمی

https: //www.facebook. com/darahlesunnat

ماہِ صفر المظفر

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاة والسّلام على خَاتم الأَنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصَحْبهِ أَجمَعِيْن، ومَن تبِعَهم بِإِحْسانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بعد: فأَعوذُ بِالله مِنَ الشَّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلهِ وصَحبِهِ أجمعين.

اسلام میں کوئی دن یا مہینہ منحوس نہیں

عزیزانِ محترم! اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، جو توہّمات وجہالت سے مبرّا اور دلائل وبراہین سے آراستہ ہے۔ اسلام کے تمام احکام پایۂ تکمیل کو پہنچ چکے ہیں۔ اس دینِ مبین میں خرافات وتوہمات کے لیے کوئی جگہ نہیں۔ ماہِ صفر قمری مہینوں کی لڑی کا دوسرا موتی ہے۔ قبل از اسلام اہلِ جاہلیت ماہِ صفر کو منحوس خیال کرتے، اور اس میں تجارت وغیرہ کی غرض سے سفر کرنے کو برا سمجھتے تھے، عرب کے لوگ ماہِ صفر کے بارے میں عجیب وغریب خیالات رکھتے تھے۔ برصغیر کے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد آج بھی اس ماہِ مبارک کو، بلاؤں کے نزول کا مہینہ تصوّر کرتی ہے۔ ان لوگوں کا اعتقاد یہ ہے، کہ جو کام اس مہینے میں شروع کیا جاتا ہے، وہ

منحوس یعنی خیر و برکت سے خالی ہوتا ہے۔اس ماہِ مبارک سے متعلق ان غلط فہمیوں کو ختم کرنے کے لیے،اسے "صفرالمظفر" کہا جاتا ہے۔

ماہِ صفر کی وجہِ تسمیہ

ماہِ صفر کی وجہِ تسمیہ یہ ہے، کہ جنگی سفر پر روانگی کے باعث اہلِ عرب کے مکانات، رہنے والوں سے خالی ہو جاتے تھے، جب کوئی جگہ انسانوں سے خالی ہوجائے،تو اس وقت عربی زبان میں "صَفِرَ الْمَكَانُ" کہا جاتا ہے[1]۔

ماہِ صفر کو منحوس سمجھنا

معزّز برادرانِ ملّتِ اسلامیہ!ماہ وسال،رات ودن اور وقت ہر ایک کا خالق اللہ تعالی ہے،اور اللہ عزّوجلّ نے کسی دن یا کسی وقت کو منحوس نہیں بنایا۔ماہِ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں،اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے،لڑکیوں کو رخصت نہیں کرتے،سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں،نیز دیگر اس قسم کے کاموں سے بھی پرہیز کرتے ہیں،خصوصًا ماہِ صفر کی ابتدائی تیرہ ۱۳ تاریخیں شدید منحوس تصوّر کی جاتی ہیں،ان ایّام کو تیرہ تیزی بھی کہتے ہیں۔یہ سب جہالت کی باتیں ہیں،اور لوگوں کا اسے منحوس سمجھنا سراسر غلط ہے۔

---

(١) "تفسير ابن كثير" پ١٠، التوبة، تحت الآية: ٣٦، ٢/ ٣٦٦.

نحوست اور بدشگونی قرآنِ کریم کی رَوشنی میں

عزیز دوستو! اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ﴾[1] "وہ لوگ مسلمانوں سے بولے، کہ ہم تمہیں منحوس سمجھتے ہیں"۔

پیارے بھائیو! امام حافظ الدین نَسَفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "انہوں نے مسلمانوں سے کہا، کہ ہم تم سے بدشگونی لیتے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے ان کے دینِ اسلام کو بُرا خیال کیا، لہٰذا ان کے نفوس اس دین سے نفرت کرنے لگے۔ جہلاء کی یہی عادت ہے کہ ہر ایسی چیز سے برکت حاصل کرنا چاہتے ہیں، جس کی طرف ان کا جھکاؤ ہو اور جس چیز کو ان کی طبیعتیں قبول کرتی ہیں، اور جس چیز سے نفرت ہو، اسے منحوس قرار دیتے ہوئے ناپسند کرتے ہیں۔ پھر اگر انہیں کوئی مصیبت یا نعمت حاصل ہو، تو کہتے ہیں کہ یہ فُلاں چیز کی نحوست ہے، یا یہ فُلاں چیز کی برکت سے حاصل ہوئی ہے"[2]۔

نحوست اور بدشگونی حدیثِ نَبَوی کی رَوشنی میں

محترم بھائیو! حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «لَا عَدْوَى، وَلَا طِيَرَةَ، وَلَا هَامَةَ،

---

(١) پ٢٢، يس: ١٨.

(٢) "مدارك التنزيل"پ٢٢، يس، تحت الآية: ١٨، ٢/ ٣٩٦.

وَلَا صَفَرَ!»[1] "کوئی بیماری متعدّی نہیں، اور نہ بدفالی کوئی چیز ہے، نہ اُلّو کا بولنا کوئی بُرا اثر رکھتا ہے، اور نہ ہی ماہِ صفر منحوس ہے!"۔

میرے بزرگو و دوستو! شارحِ "بخاری" علّامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "عرب والوں کا دستور تھا، کہ لڑنے کے لیے کبھی محرّم کے مہینے کو صفر سے بدل دیتے، کچھ لوگ صفر کے مہینے کو منحوس سمجھتے ہیں، اس حدیث میں اس بات کی نفی فرمائی گئی ہے"[2]۔

نحوست اور بدشگونی علماء کی نظر میں

برادرانِ اسلام! علّامہ زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "علّامہ بیضاوی نے فرمایا: (حدیثِ پاک میں جو فرمایا کہ "صفر کوئی چیز نہیں") اس سے ماہِ صفر میں بکثرت بلاؤں سے متعلق توہّمات کی نفی کی گئی ہے"[3]۔

آخری بدھ

میرے عزیز دوستو! امامِ اہلِ سنّت، امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "ماہِ صفر المظفر کے آخری چہار شَنبہ (بدھ) کی کوئی اصل نہیں، نہ اس دن حضور

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الطبّ، باب الجذام، ر: ٥٧٠٧، صـ١٠٠٩.

(٢) "نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری" کتاب الطب، ۸/۲۵۴ بتصرّف۔

(٣) "شرح الزرقاني على الموطّأ" باب عيادة المريض والطيرة، ٤/ ٣٣٣.

ﷺ کی صحتیابی کا کوئی ثبوت ہے، بلکہ مرضِ اقدس جس میں وصال شریف ہوا، اس کی ابتدا اسی دن سے بتائی جاتی ہے"[1]۔

میرے محترم بھائیو! صدر الشریعہ، بدر الطریقہ، علّامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، کہ ماہِ صفر کے آخری بدھ کو برِ صغیر پاک وہند وغیرہ میں خوب منایا جاتا ہے، لوگ اپنے کاروبار بند کر دیتے ہیں، سیر وتفریح وشکار کو جاتے ہیں، پوریاں پکتی ہیں، نہاتے دھوتے خوشیاں مناتے ہیں، اور کہتے یہ ہیں کہ حضورِ اقدس ﷺ نے اس روز غسلِ صحت فرمایا تھا، اور بیرونِ مدینۂ طیّبہ سَیر کو تشریف لے گئے تھے۔ یہ سب باتیں بے اصل ہیں، بلکہ ان دنوں میں حضورِ اکرم ﷺ کا مرض شدّت اختیار کر گیا تھا، لہٰذا یہ سب باتیں خلافِ واقع ہیں۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس روز بلائیں اُترتی ہیں۔ اَور طرح طرح کی باتیں بیان کی جاتی ہیں، سب بے ثبوت ہیں[2]۔

جانِ برادر! حکیم الامّت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "۲۰ صفر کو تعزیوں کا چالیسواں نکالا جاتا ہے، جس میں چند طرح کے جلوس نکلتے ہیں، اہلِ بیت نے نہ کبھی تعزیہ داری کی اور نہ عَلَم نکالے، نہ سینے کُوٹے، نہ ماتم کیے، لہٰذا اے مسلمانو! یہ کام ہرگز نہ کرو! ورنہ سخت گنہگار ہوگے!۔ خود بھی ان جلوسوں اور ماتم میں شریک نہ ہو، اور اپنے بچوں، اپنی بیویوں، دوستوں کو بھی روکو! رافضیوں کی مجلس میں ہرگز

---

(۱) "فتاوی رضویہ" "کتاب الحظر والاباحۃ، رسالہ "رادّ القحط والوباء" ۱۶/۷۴۔

(۲) "بہار شریعت" "عیادت وعلاج کا بیان، حصہ ۱۶، ۳/۶۵۹۔

شرکت نہ کرو!۔ صفر کے آخری بدھ کو مسلمانوں کے گھر پوریاں پکائی جاتی ہیں، خوشی منائی جاتی ہے، اور لوگ عصر کے بعد ثواب کی نیّت سے جنگل میں تفریح کرنے جاتے ہیں، اور بعض جگہ اس دن پرانی مٹی کے برتن پھوڑ کر نئے خریدتے ہیں۔ یہ تمام باتیں اس لیے ہوتی ہیں، کہ مسلمانوں میں مشہور یہ ہے کہ آخری چہار شنبہ (بدھ) کو نبئ کریم ﷺ نے غسلِ صحت فرمایا، اور تفریح کے لیے مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے گئے تھے، وہ محض غلط ہے۔ ۲۷ صفر کو مرض شریف یعنی دردِ سر اور بخار شروع ہوا، اور ربیع الاول دو شنبہ (پیر) کے دن وفات ہوگئی۔ درمیان میں صحت نہ ہوئی[۱]۔

خلاصۂ بحث

میرے دوستو بزرگو! قرآنِ کریم، احادیثِ مبارکہ اور اقوالِ علمائے کرام کی رَوشنی میں یہ بات ثابت ہوئی، کہ کوئی دن اور مہینہ منحوس نہیں، لہٰذا اس قسم کی جاہلانہ باتوں سے بچ کر اچھا گمان رکھنا چاہیے۔

فائدہ

حضراتِ محترم! اس موضوع پر مزید تفصیل کے لیے شیخ عبد الحق محدِّث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب "ما ثبت من السُّنّة في أيّام السَّنَة"[۲] باب ماہِ صفر کا بیان، کا مطالعہ بہت مفید رہے گا۔

---

(۱) "اسلامی زندگی" پانچواں باب، مروّجہ رسمیں، ص۷۵-۷۶ ملتقطاً بتصرّف۔

(۲) مطبوعہ ادارہ نعیمیہ رضویہ سوادِ اعظم، موچی گیٹ، لاہور۔

جہاد کی اجازت

عزیزانِ محترم! ۱۲ صفر ۲ھ تاریخِ اسلام میں وہ یادگار دن ہے، جس میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے مسلمانوں کو کفار کے مقابلہ میں تلوار اٹھانے کی اجازت دی، اور یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی: ﴿اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ﴾[1] "جن سے لڑائی کی جاتی ہے، ان مظلوم مسلمانوں کو اب لڑنے کی اجازت دی جاتی ہے، اور یقیناً اللہ تعالی ان کی مدد پر قادر ہے!"۔ حضرت امام محمد بن شہاب زہری رحمۃ اللہ تعالی کا قول ہے، کہ جہاد کی اجازت کے بارے میں یہی وہ آیت ہے، جو سب سے پہلے نازل ہوئی"[2]۔

غزوۂ ابواء

حضراتِ گرامی قدر! اس غزوہ کو "غزوۂ وَدّان" بھی کہتے ہیں، یہ سب سے پہلا غزوہ ہے، یعنی پہلی بار حضورِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جہاد کے ارادہ سے ماہِ صفر ۲ھ میں، مہاجرین کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ منوّرہ سے باہر نکلے۔ حضرت سیّدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالی عنہ کو مدینہ میں اپنا خلیفہ بنایا، حضرت سیّدنا امیرِ حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کو جھنڈا دیا، اور مقامِ "ابواء" تک کفّار کا

---

(۱) پ۱۷، الحجّ، ۳۹.

(۲) "الطبقات الكبرى" غزوة الأبواء، ۱/ ۳۵۰.

پیچھا کرتے ہوئے تشریف لے گئے، مگر کفارِ مکہ فرار ہو چکے تھے، اس لیے کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ یہاں چند روز ٹھہر کر قبیلہ بنو ضمرہ کے سردار "مخشی بن عمرو ضمری" سے امدادِ باہمی کا ایک تحریری معاہدہ طے پایا، اور پھر وہاں سے مدینہ منوّرہ واپس تشریف لائے۔ اس غزوہ میں پندرہ ۱۵ دن آپ ﷺ مدینہ سے باہر رہے[1]۔

واقعۂ بیرِ معونہ

عزیزانِ گرامی قدر! ماہِ صفر ۴ھ میں "بیرِ معونہ" کا مشہور واقعہ پیش آیا، ابو براء عامر بن مالک بارگاہِ رسالت ﷺ میں آیا، حضور ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی، اس نے نہ تو اسلام قبول کیا، نہ اس سے کوئی نفرت ظاہر کی، بلکہ یہ درخواست کی کہ آپ اپنے چند منتخب صحابہ ہمارے دیار میں بھیج دیجیے، مجھے امید ہے کہ وہ لوگ اسلام کی دعوت قبول کرلیں گے، نبئ کریم ﷺ نے فرمایا: «إِنِّيْ أَخْشَى أَهْلَ نَجْدٍ عَلَيْهِمْ» "مجھے نجدیوں سے اندیشہ ہے، کہ میرے صحابہ کو ضرر پہنچائیں گے!"، ابو براء نے کہا کہ میں آپ کے اصحاب کے جان و مال کی حفاظت کا ضامن ہوں! حضورِ اکرم ﷺ نے صحابہ میں سے ستّر ۷۰ منتخب صالحین کو (جو "قرّاء" کہلاتے تھے) بھیج دیا۔ یہ حضرات جب مقامِ "بیرِ معونہ" پر پہنچے تو ٹھہر گئے، اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سالارِ قافلہ حضرت سیّدنا حرام بن مِلحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور ﷺ

---

(۱) "الطبقات الکبری" غزوة الأبواء، ۱/ ۳۵۰.

کا خط مبارک لے کر عامر بن طفیل کے پاس اکیلے تشریف لے گئے جو قبیلہ کا رئیس اور ابو براء کا بھتیجا تھا، اس نے خط کو پڑھے بغیر ہی ایک شخص کو اشارہ کیا، جس نے پیچھے سے نیزہ مار کر حضرت سیّدنا حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا، اور آس پاس کے قبائل، یعنی رِعل وذکوان اور عصیہ کو جمع کر کے ایک لشکر تیار کیا، جب صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ان سے سامنا ہوا، اور جنگ شروع ہوئی تو کفّار نے حضرت سیّدنا عَمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شہید کر دیا، حضرت سیّدنا عَمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منوّرہ پہنچ کر، جب سارا حال دربارِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بیان کیا، تو اصحابِ بیرِ معونہ کی شہادت کی خبر سن کر، رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس قدر عظیم صدمہ پہنچا، کہ ساری حیاتِ طیّبہ میں کبھی اتنا رنج وصدمہ نہیں پہنچا تھا، چنانچہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مہینہ بھر تک قبائلِ رِعل وذکوان اور عصیہ پر، نمازِ فجر میں بددعا کرتے رہے[1]۔

دعا

اے اللہ! ہم سب کو توہّمات سے بچا، ہمیں فرقہ واریت اور خانہ جنگی سے محفوظ رکھ، اسلام مخالف سازشوں کو ناکام بنا، ہماری صفوں میں اتحاد کی فضا پیدا فرما، ہمیں پنج وقتہ باجماعت نمازوں کا پابند بنا، اس میں سستی وکاہلی سے بچا، ہر نیک کام میں اخلاص کی دولت عطا فرما، تمام فرائض وواجبات کی ادائیگی بحسن وخوبی انجام دینے کی

---

(١) "شرح الزرقاني على المواهب" بئر معونة، ٢/ ٤٩٦-٥٠١، ٥٠٣ ملتقطاً.

بھی توفیق عطا فرما، بخل و کنجوسی سے محفوظ فرما، خوش دلی سے غریبوں محتاجوں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرما۔

ہمیں ملک وقوم کی خدمت اور اس کی حفاظت کی سعادت نصیب فرما، باہمی اتحاد واتفاق اور محبت والفت کو اَور زیادہ فرما، ہمیں اَحکامِ شریعت پر صحیح طور پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرما۔ ہماری دعائیں اپنی بارگاہِ بے کس پناہ میں قبول فرما، ہم تجھ سے تیری رحمتوں کا سوال کرتے ہیں، تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں، ہر گناہ سے سلامتی وچھٹکارا چاہتے ہیں، ہم تجھ سے تمام بھلائیوں کے طلبگار ہیں، ہمارے غموں کو دُور فرما، ہمارے قرضے اُتار دے، ہمارے بیماروں کو شفایاب کردے، ہماری حاجتیں پوری فرما!۔

اے رب! ہمارے رزقِ حلال میں برکت عطا فرما، ہمیشہ مخلوق کی محتاجی سے محفوظ فرما، اپنی محبت واِطاعت کے ساتھ سچی بندگی کی توفیق عطا فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، الٰہی! ہمارے اَخلاق اچھے اور ہمارے کام عمدہ کر دے، ہمارے اعمالِ حسَنہ کو قبول فرما، ہمیں تمام گناہوں سے بچا، ہمارے کشمیری مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، ہندوستان کے مسلمانوں کی جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، ان کے مسائل کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما۔

الٰہی! تمام مسلمانوں کی جان، مال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، جن مصائب وآلام کا انہیں سامنا ہے، ان سے نَجات عطا فرما۔ ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی

وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما۔ اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین ووطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے ہمیں وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّةِ أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.